مولانا قاری محمد سلیمان صاحب۔ ٹیکسلا

صحابہ کرامؓ کی برائت

اوّل

دورِ خلافت کے سازشیوں کا تاریخی تجزیہ

صحابہؓ قرآن میں | صحابۂ کرام رضوان علیہم اجمعین، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت[۱] یافتہ پاکیزہ ترین جماعت ہیں۔ اور انبیاء کرامؑ کے بعد مخلوقات میں بہترین[۲] خلائق ہیں، ہاں، ان کے آپس میں بیشک درجات[۳] ہیں، لیکن سب کے ساتھ[۴] اللہ تعالیٰ کا اچھا وعدہ ہے۔ اور قیامت کے دن مومنوں کو جنت میں جو سب سے بڑا انعام ملے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا[۵] ہے۔ صحابۂ کرام کو یہ انعام[۶] اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں عطا فرما دیا تھا۔ وذالك فضل الله يوتيه من يشاء۔ اسی لئے صحابۂ کرام کے لئے شرعی اصطلاح جو استعمال کی جاتی ہے وہ رضی اللہ عنہ ہے۔

تاریخی کتب کی حیثیت | رہا تاریخ کا مسئلہ! تو اہلِ علم کے ہاں یہ مصدقہ بات ہے کہ زمانۂ سابق کے تمام تاریخی مجموعہ جات ان مؤرخین کی عظیم کوششیں ہیں جنکو بنظرِ استحسان دیکھا جائے گا۔ کیونکہ وہ اپنے حالات کے اعتبار سے یہی کچھ کر سکتے تھے۔ کہ تاریخی مواد اکٹھا کر گئے۔ اب ان تواریخ پر نقد و جرح پچھلوں کا کام ہے۔ ہم کسی تاریخی مجموعہ کو نہ مستند کہہ سکتے ہیں نہ غیر مستند۔ استناد یا غیر استناد کا تعلق ان کی روایات سے ہے[۷]۔ خصوصاً صحابۂ کرام کا مسئلہ تو عقائد اسلام کا مسئلہ ہے۔ اس لئے صحابۂ کرام کے بارے میں کسی بھی تاریخی روایت کو نقد و جرح کے بغیر نہیں لیا جا سکتا۔ البتہ قرآن حدیث کے ساتھ جو تاریخی روایات جوڑ کھائیں گی ان کو لے لیں گے۔ لیکن اس بات کو تو کسی بھی

---

۱ وَيُزَكِّيهِمْ۔ (جمعہ ۲) ۲ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ (بینہ ۷)

۳ لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ۔ (الخ) (حدید ۱۰)

۴ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ۔

۵ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ۔ (توبہ ۷۲)

۶ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ۔ الخ (فتح ۱۸)

۷ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ۔ الخ (توبہ ۱۰۰)

دور میں جائز نہیں سمجھا گیا کہ مؤرخین اور ان کی روایات کو تو تنقید سے بالاتر سمجھا جائے اور "الصحابۃ کلہم عدول" کو تنقیص کا نشانہ بنایا جائے۔

اس سلسلے میں ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے "کہ اگر تاریخ میں بھی جرح و تعدیل سے کام لیا گیا تو تاریخ کا بہت سا حصہ ضائع ہو جائے گا" یہ صحیح نہیں۔ اس لئے کہ جب یہ مسلّم ہے کہ تواریخ صرف روایات کا ذخیرہ ہیں اور ان میں موافق، مخالف ہر دو قسم کی روایات ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ جس نے نقد و جرح کے بغیر اپنے قائم کردہ مزعومہ کی بنا پر مخالف روایات کو لیا تو دوسری قسم اس سے رہ گئی۔ تاریخ کا بہت سا حصہ تو اس طرح بھی ضائع ہو گیا۔ (اگر ضائع ہونا اسی کو سمجھا جاتا ہے۔) یہ ایک علمی فریب ہے یا پھر تحقیقی کام سے گلو خلاصی کا آسان بہانہ ہے ورنہ اس دور کا اصل تاریخی کام ان تاریخی ماخذوں کی روایات اور رُواۃ کی چھان پھٹک اور جرح و تعدیل سے نئی تاریخ مدوّن کرنا ہے۔ ورنہ صحابہ کرامؓ کی سیرتیں، ان کے کارہائے نمایاں، ان کا کردار تو قرآن و حدیث نے بیان کر دیا اور علماءِ علمِ کلام نے صحابہ کرامؓ سے متعلقہ عقائد تو صدیوں پہلے مدوّن فرما دیئے۔

اس دور میں "علم تاریخ" ایک اہم حیثیت حاصل کر گیا ہے۔ اب اگر ہمیں علم تاریخ کی رُو سے بھی صحابہ کرام کو دیکھنا ہے۔ تو اس کے لئے ایک ہی راستہ ہے۔ کہ روایات کو نقد و جرح کے ساتھ لیا جائے، ورنہ تاریخ کا مسلمان طالب علم ذہنی طور پر شورش اور تضاد بیانی کا شکار ہو جائیگا۔ جب وہ دیکھے گا کہ حاملینِ اسلام کا ہراول دستہ اور سب سے پہلی جماعت جس نے خود شارع علیہ السلام سے بلا واسطہ تلمذ کیا اور براہِ راست ان کی صحبت سے مستفیض ہوا۔ اس کے بارے میں قرآن و حدیث اور مسلمانوں کے مسلّمہ عقائد تو کچھ بتا رہے ہیں اور تاریخ کچھ۔ تو اب تاریخ کا طالب علم کہاں جائے۔ ؎ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔

قرآن و حدیث کو کھول کے دیکھتا ہے تو صحابہؓ اسے ایک عجیب جماعت اور انوکھا طبقہ نظر آتے ہیں۔ اور ایک ایک صحابی ایمانؓ و عمل، کردار و اخلاق، اخلاص و للہیت، محبت و وارفتگی۔ انسانیت کا وہ پیکر نظر آتے ہیں جن کی نظیر صفحۂ ہستی پر امتوں میں بہت کم دیکھی گئی ہے نفس اور نفسانی خواہشات سے کوسوں دور حدودِ الٰہیہ کے

---

۱ انما المومنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم الخ (حجرات ۱۵) اولئک کتب فی قلوبھم الایمان (مجادلہ ۲۲) ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک ھم الراشدون۔ (حجرات ۷) یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا (فتح ۲۹) فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم بہ فقد اھتدوا (بقرہ) ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ۔ ونزعنا ما فی صدورھم من غل — لا تجعل فی قلوبنا غلاً (حشر ۱۰) لا تجد قوماً یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوآدون۔ الخ (مجادلہ ۲۲) لا یخافون لومۃ لائم۔ والحفظون لحدود اللہ۔ الخ۔

محافظ، اللہ کی مرضی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء پر اپنا سب کچھ تج دینے والے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کوئی پرواہ نہ کرنے والے۔ یہ اوصاف حمیدہ اس پوری سوسائٹی کے ہر فرد و بشر، اعلیٰ و ادنیٰ افسر و ماتحت میں نظر آتے ہیں۔ لیکن جوں ہی وہ تاریخ[1] کی ورق گردانی شروع کرتا ہے۔ تو اسے اوّل تو اچھے حالات نظر آتے ہیں لیکن جوں جوں آگے بڑھتا ہے اور نبوت کا دور ختم کر کے خلافت تک پہنچتا ہے، تو اسے اکّا دکّا واقعات اس معیار سے گرے ہوئے ملتے ہیں۔ اور ابھی خلافت کا تیسرا دور بمشکل نصف آخر میں قدم رکھتا ہے۔ کہ اسے دفعتاً تبدیلی نظر آتی ہے۔ اور اسے دکھایا یہ جاتا ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو نبوت کے پروردہ ہیں، صحابی ہیں اور صحابی بھی عام نہیں۔ مقتدر صحابی، صف اوّل میں شمار ہونے والے حتیٰ کہ سابقون الاولون، عشرہ مبشرہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر اعتبار سے گہری نسبت رکھنے والے اب دفعتاً بدل گئے۔ خلافت کی کرسی ان کو راس نہیں آئی (نعوذ باللہ) اب جوں جوں وہ آگے بڑھتا ہے۔ توں توں اسے ظلم، تعدّی، اقربا پروری، رشوت، بددیانتی اور مکروہ قسم کی سیاست کے وہ نمونے ملتے ہیں جو آج کے دور کو بھی مات کر گئے۔ طالب علم یہ پڑھ کر سر پیٹ کر رہ جاتا ہے، اس کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں، ہمت جواب دے جاتی ہے، آنکھیں موند جاتی ہیں۔ اور وہ انتہائی گہری سوچ میں چلا جاتا ہے۔ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔ اب ایک نظر وہ قرآن و حدیث کو دیکھتا ہے۔ اور دوسری طرف تاریخ کو، تو اسے زبردست تضاد نظر آتا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ بحیثیت مسلمان وہ قرآن کو جھٹلا نہیں سکتا۔ اور حدیث کا انکار نہیں کر سکتا۔ لے دے کے تاریخ ہی رہ جاتی ہے۔ اور تاریخ کا وہ طالب علم ہے جس میں اس نے بی۔ اے۔ ایم اے کرنا ہے اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری لینی ہے۔ اور ویسے بھی تاریخ ایک مستقل علم ہے۔ خود قرآن نے آکر بنی اسرائیل کی تاریخ کو واضح کیا، اور قصّے کہانیوں اور من گھڑت[2] افسانوں سے نکال کر ایک ابدی حقیقی تاریخ کا رنگ بخشا اور یہ اہل کتاب پر قرآن کا بہت بڑا احسان ہے۔ تو قرآن اور اسلام جو دوسروں کی پوزیشن صاف کرنے والا ہے، خود اس کے حاملین اور حاملین اوّلین کا دامن کس طرح داغدار ہو گیا ہے۔ طالب علم آج کے علماء، محدثین، مفکرین اور امت کے صاحب علم و قلم

---

[1] مراد تاریخ کی وہ کتب ہیں جو جرح تعدیل کے بغیر اپنے قائم کردہ مزعومہ کی بناء پر مدوّن کی گئی ہیں۔

[2] وما کفر سلیمان ولکن الشیطین کفروا الخ (بقرۃ ۱۰۲)

لا تکونوا کالذین اذوا موسیٰ فبراہ اللہ مما قالوا۔ الخ (احزاب ۶۹)

ماکان ابراھیم یہودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفاً مسلماً۔ (اٰل عمران ۶۷)

طبقہ سے پوچھتا ہے کہ میری اس الجھن کو دور کرو۔

اس کا آسان حل وہی ہے جو مذکور ہو چکا کہ تاریخ کو نئے سرے سے مدوّن کیا جائے اور خصوصاً ان حصص اور ان ابواب پر کھل کر بحث کی جائے جو آج تک تختۂ مشق بنے ہوئے ہیں۔ اور اس کا طریق کار یہ ہے کہ تاریخی روایات کو نقد وجرح کے ساتھ لیا جائے اور قلم وہ صاحب اٹھائیں جو قرآن کریم اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر گہری نظر رکھتے ہوں، اور دینی مزاج بھی رکھتے ہوں۔ عقائد کے اونچ نیچ سے بھی واقف ہوں۔ اور اسلام کے خلاف سازشوں سے بھی کماحقہٗ باخبر ہوں، فن ادب میں بھی خاصی مہارت رکھتے ہوں۔ اور ظاہر ہے اس کے لئے وقت، فرصت اور کافی دماغ سوزی چاہیئے۔ ورنہ کوئی عام سطح کا آدمی اس تاریخی تحقیقی موضوع پر ان اصولوں سے ہٹ کر قلم اٹھائے گا تو لامحالہ نئے مفاسد، الجھنوں اور امت کے لئے فتنوں کا باعث ہو گا۔ مثال ہمارے سامنے ہے۔

ایک صاحب اپنے تئیں اچھے بھلے مفکر اس الجھن کا حل پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صحابہؓ روایت حدیث کی حد تک تو عادل ہیں۔ لیکن اپنی عملی زندگی میں وہ (معاذ اللہ) فاسق و فاجر بھی ہو سکتے ہیں۔ غور فرمائیں یہ بات کس حد تک غلط اور خطرناک ہے۔ اس لئے کہ کسی صحابی کو فاسق و فاجر مان لیا جائے تو آخر روایت حدیث کے معاملہ میں اسے فرشتہ تسلیم کرنے کی کیا وجہ ہے۔ جو شخص اپنے ذاتی مفاد کے لئے جھوٹ، فریب، رشوت، خیانت اور غداری کا مرتکب ہو سکتا ہے وہ اپنے مفاد کے لئے جھوٹی حدیث کیوں نہیں گھڑ سکتا۔ دراصل یہ علمی بددیانتی ہے۔ جس کے ذریعہ نوخیز ذہنوں اور نوجوان نسل کو الفاظ کے ہیر پھیر سے صحابہؓ کی عملی زندگی سے بدظن کرنا مقصود ہے اور اسی سے انکارِ حدیث کے فتنے نے جنم لیا ہے۔

آج کے اس دور میں جبکہ دوسری قومیں اپنی مردہ تہذیبوں کو زندہ کرنے کی کوششیں کر رہی ہیں۔ جن کا ماضی تاریک تھا۔ وہ حال کو روشن کرنے کی تگ و دو میں ہیں۔ تاکہ مستقبل تابناک ہو بلکہ بعض طبقات تو فرضی ناموں کو حقیقت بنا کر اپنی حیثیت قابل فخر بنانے میں مصروف ہیں۔ اور ہم دین کامل و اکمل اور عالمگیر نظامِ حیات کے نام لیوا، اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر تحقیق اور تاریخ کے عنوان سے روشنی کے ان میناروں کو گرانے کی سعئ ناپاک کریں جن سے عرب و عجم میں نور پھیلا۔ جن کے کارنامے زندۂ جاوید ہیں۔ جن کا کردار آج بھی انسانیت کے لئے مشعل راہ ہے، فیاللعجب!

قابلِ داد کارنامہ تف ہے ان استعدادوں اور صلاحیتوں پر اور قلم کی ان جولانیوں پر جن سے اگر ٹپکتی ہے تو سیاہی اور سیاہ بختی ہی۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ ان کا رخ منافقین، معاندین اور اسلام کے سازشیوں کی طرف ہوتا اور یا پھر وہ اپنی خداداد صلاحیتوں اور زورِ قلم سے تاریخ کی دبیز تہوں سے صحابہ کرامؓ کے حقیقی کارناموں کو منصۂ شہود پر لاتے جس سے صحابیت کا خوشنما چہرہ (جو اپنوں اور غیروں کی دسیسہ کاریوں میں دب کر رہ گیا تھا۔) آج بھی روزِ

روشن کی طرح چمکدار ہو جاتا تو واقعی یہ ایک کارنامہ تھا جس پر وہ امت سے داد حاصل کرتے اور خود ان کے لئے بھی یہ صحیفہ نجات ہوتا۔ کرنے کا اگر کوئی کام تھا تو یہ تھا لیکن ع اسے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔
جو کچھ ہوا ہے یہ تاریخ کے طالب علم کے لئے کوئی حل نہیں بلکہ ایک نئی الجھن ہے۔ ذیل میں ہم ان ہی تاریخی ماخذوں سے مذکورہ اصول کے مطابق ان صحابہ کرام کے حالات بیان کریں گے۔ جن کو اکثر موردِ الزام ٹھہرایا گیا ہے۔ اور خصوصاً خلافت کے باب میں تو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ دینِ اسلام کو کمزور کرنے میں اوّل سے آخر تک یہی قوتِ صحابیت مسلسل کام کرتی رہی ہے۔ عیاذاً باللہ۔

"اور یہ بھی واضح کریں گے کہ خلافت کے زوال کا سبب (معاذ اللہ) خود خلفاء نہیں تھے۔ بلکہ زوال کا بڑا سبب (علاوہ اور اسباب کے جو حسب موقعہ ضمناً بیان کئے جائیں گے۔ وہ سازشی اور ان کی سازشیں تھیں جو خود شارع علیہ السلام، صحابیت، احادیث اور پورے دینِ اسلام کے خلاف اٹھائی گئیں، جن سے دین کا اہم حصہ، اسلام کا نظام سیاست (خلافت) بڑی حد تک متاثر ہوا۔ جن میں اہم کردار عبداللہ بن ابی بن سلول ابو عامر راہب خزرجی۔ سلام بن مشکم۔ صبیغ العراقی۔ حکیم بن جبلہ، زید بن قیس، مالک الاشتر، ہرمزان۔ جفینہ، ابولولو فیروز، عبداللہ بن سبا۔ عبدالرحمٰن ابن ملجم۔ برک بن عبداللہ۔ عمرو بن بکر۔ عمرو بن ہرموز۔ حرقوس ابن زہیر۔ عبداللہ بن واہب راسی وغیرہ کا ہے، جو مختلف اوقات میں مختلف روپ دھار کر صحابیت، احادیث اور خلافت و خلفاء کے خلاف برسرپیکار رہے۔ اور ابتدائی طور پر یہی لوگ تاریخ اسلامی کا درخشاں چہرہ مسخ کرنے والے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک سازشی کے مفصل حالات ذیل میں بیان کئے جائیں گے۔

رہے وہ صحابہ کرام جن کو موردِ الزام ٹھہرایا گیا ہے، وہ تو دین کے لئے سپر بنے رہے۔ خصوصاً حضرت عثمانؓ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت ولید بن عقبہؓ۔ حضرت سعید بن العاصؓ۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ۔ حضرت عبداللہ بن عامرؓ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ حضرت امیر معاویہؓ حضرت حکم بن العاص، حضرت مروان بن الحکم۔ حضرت علیؓ۔ حضرات حسنینؓ۔ حضرت ابوسفیانؓ۔ حضرت ہندہؓ۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ، حضرت طلحہؓ۔ حضرت زبیرؓ۔ حضرت عمرو بن عاصؓ، وغیرہ حضرات نے تو اپنے تئیں ان سازشوں کا مقابلہ کیا اور خوب کیا اور یہ ان کی سعی مشکور کا نتیجہ ہے کہ دین کامل آج اپنی اصل شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے گو دین کا اہم حصہ اسلام کا نظام سیاسی (خلافت)

کافی حد تک متاثر ہوا۔ اور اتنا کچھ تو ہونا ہی تھا۔ اور شکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ موجود تھے اور دم آخریں تک سینہ سپر رہے۔ جانیں ذبح کرائیں، شہید ہوئے، بچے یتیم کرائے۔ عورتیں بیوہ ہوئیں، یہ سب کچھ ہوا لیکن حتی المقدور دین پر آنچ نہ آنے دی۔ ورنہ وہ سازشی تو نہ صرف یہ کہ نظام خلافت کو پھونک دینے کے درپے تھے۔ بلکہ پورے کے پورے دین اور دین کے ہر ہر جزو کو ملیامیٹ کرنے کی زبردست سازش کر چکے تھے۔ اور بسا اوقات بتقاضائے بشریت چند صحابہؓ بھی ان کی انتہائی گہری سازشوں اور مکروہ پروپیگنڈے میں آگئے۔ جیسا کہ واقعہ افک[1] میں حضرت مسطحؓ، حضرت حسانؓ، حضرت حمنہؓ بنت جحش، اور ایک دوسرے واقعہ میں حضرت حاطب[2] بلتہؓ بدری اور حضرت عثمانؓ ذی النورین کے خلاف شورشوں میں حضرت عمار بن یاسرؓ اور عمرو بن الحمق۔ اور ان کی یہ شرکت بھی ارادی نہ تھی بلکہ ان مکاروں کی انتہائی مکاری میں یہ حضرات پھسل گئے۔ ان میں جو واقعات زمانۂ نبوت میں ہوئے، اللہ کریم نے ان کو معاف فرما دیا۔ اور جو بعد کو ہوئے تو صحابہ کا ایمان، للہیت، دین کے لئے بے پناہ قربانیاں۔ اور خصوصاً ان کا شرف صحابیت ان کی بخشش کے لئے کافی ہے۔ ہمارے لئے تو ان سے متعلق شریعت کا ایک ہی حکم ہے۔

تلك امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعملون۔

والذين جاءو من بعدهم يقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين امنوا ربنا انك رؤف الرحيم۔ (جاری ہے)

---

[1] ولولا فضل الله عليكم ورحمته في الدنيا والاخرة الخ (النور ۱۴)
ولا يأتل اولوا الفضل منكم والسعة ان يؤتوا۔ الخ۔

[2] اعملوا ما شئتم انی قد غفرت لكم۔ (الحديث)

[3] انه من عمل منكم سوءً بجهالة ثم تاب من بعده واصلح فانه غفور الرحيم۔

۸ مئی بروز ہفتہ ۷۷ء رات دس بجے کراچی میں حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب العباسی خطیب جامع مسجد غفوری کراچی کا انتقال ہوا موصوف مشہور شیخ طریقت حضرت مولانا عبدالغفور العباسی مرحوم مہاجر مدینہ طیبہ کے بھتیجے تھے اور عالم و فاضل شخص۔ ادارۂ الحق مولانا موصوف کے تمام خاندان کا شریک غم ہے اور مرحوم کے رفع درجات کا متمنی ہے، قارئین سے دعا کی اپیل ہے۔ (الحق)